مذہب، فلسفے اور سائنس کے تطابق کی روشنی میں

زندگی کا ظہور وارتقاء

تحریر: سید قاسم محمود

''حکمت قرآن'' کے شمارہ ستمبر۲۰۰۳ء میں ''زندگی کے اصل وارتقاء'' پر ایک مضمون جناب ساجد محمود مسلم کا تحریر کردہ نظر نواز ہوا تھا۔ اس کے تسلسل میں دسمبر کے شمارے میں جناب اے ایچ کمالی کا مضمون، بہ زبان انگریزی ''آدمی کے اصل وارتقاء'' پر چھپا۔ دونوں مضامین چشم کشا اور معلومات افروز تھے۔ مدیر محترم نے ''حکمت قرآن'' کے پڑھنے والوں کو بھی ان موضوعات پر قلم اٹھانے کی دعوت دی تو راقم السطور کو بھی خامہ فرسائی کی جسارت ہوئی ہے۔ پہلے ''زندگی کے ظہور وارتقاء'' کے موضوع پر اپنے خیالات تو کیا، ہاں جدید معلومات جو جدید سائنسی دریافتوں سے اب تک انسان کے علم میں آئے ہیں، پیش کروں گا۔ اس کے بعد اگر مدیر محترم اجازت (بلکہ حکم!) دیں گے تو ''آدمی کے اصل وارتقاء'' پر بھی اپنی گزارشات حوالۂ قلم کروں گا۔

زندگی کیا ہے؟

پہلا سوال ہی بڑا مشکل ہے کہ زندگی کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی اصلیت بھی اُن چند رازوں میں سے ایک ہے جو صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام قانونِ فطرت یعنی زوجین کے ملاپ کے بغیر کیسے وجود میں آئے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا دیدار کیسے کرایا گیا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے کیسے پیدا ہوئے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کیونکر حاصل ہوا؟ زندگی بھی ایسے ہی رازہائے سربستہ میں سے ایک ہے، جن کی جستجو میں انسان کئی ہزار سال سے لگا ہوا ہے، لیکن ابھی تک صحیح معنی

میں ان کا سرا ہاتھ نہیں آیا۔

انسان صرف اپنی عقل کی روشنی میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے اور قیاسات کے گھوڑے دوڑاتا رہتا ہے۔ عقل راہ دکھاتی ہے کہ زندہ چیزوں کا بے جان چیزوں سے موازنہ کر کے فرق معلوم کیا جائے تو زندگی کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہ کچھ اندازہ ہوسکتا ہے اور مسئلے کی تفہیم میں سہولت پیدا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اب تک جاندار اور بے جان چیزوں کے موازنے سے زندگی کے جو خواص سامنے آئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(ا) کیمیاوی ترکیب: جاندار اور بے جان چیزوں میں بنیادی فرق ان کی کیمیاوی ترکیب اور خلوی نظام کا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ تمام کیمیائی عناصر جو پروٹوپلازم (بنیادی مادۂ حیات) میں پائے جاتے ہیں، وہ بے جان مادے مثلاً مٹی، چٹان، ہوا، راکھ اور پانی میں بھی موجود ہیں، اور یہاں بھی اُن کا عمل اور ردِعمل بالکل پروٹوپلازم کی طرح ہے۔ دنیا میں اب تک کوئی ایسا کیمیائی عنصر دریافت نہیں ہوا ہے جو محض زندگی اور فقط زندہ چیزوں سے مخصوص ہو۔ زندگی کا راز اس مواد میں مضمر نہیں جس سے پروٹوپلازم مرکب ہے، بلکہ کسی چیز میں مختلف عناصر کی ایک خاص ترکیب و ترتیب کا نام زندگی ہے۔ بقول چکبست لکھنوی ؎

زندگی کیا ہے؟ عناصر کا ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے؟ انہی اجزا کا پریشان ہونا

ٹوٹی ہوئی گھڑی کے اندر تمام اجزاء اور پرزے بالکل وہی ہوتے ہیں جو چالو گھڑی میں۔ فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ پرزے کام نہیں کر رہے، لیکن دوسری صورت میں یہی پرزے کسی خاص گھڑی ساز کے ہاتھوں ایک خاص ترتیب پا کر کام کرنے لگتے ہیں۔ تو گویا فرق صرف ایک خاص ترتیب کا ہے، ورنہ دونوں صورتوں میں مواد ایک ہی ہے۔

(۲) نشوونما: نباتات اور حیوانات دونوں نشوونما پا کر بتدریج سائز میں بڑھتے رہتے ہیں۔ نشوونما استحالے (Metabolism) کا قدرتی نتیجہ ہے۔ استحالہ برابر

زندہ چیزوں کے جسم میں اندر ہی اندر ہوتا رہتا ہے۔ استحالے سے وہ عمل مراد ہے جس کے مطابق غذا ہضم ہونے کے بعد جزوِ بدن ہوتی ہے اور جزوِ بدن ہونے کے بعد اس بے مثال اور منفرد چیز میں بدل جاتی ہے جسے پروٹو پلازم کہتے ہیں جو اپنی کیمیائی ترکیب وساخت میں پیچیدہ ترین شے ہے۔ گویا استحالہ وہ عمل ہے جس میں سادہ چیزیں پیچیدہ چیزوں کا روپ دھارتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ''کرسٹل'' بے جان ہونے کے باوجود نشوونما پاتی ہے' لیکن کرسٹل کی نشوونما اس کے اپنے اندرونی مواد کی وجہ سے ہوتی ہے' لیکن زندہ چیزوں میں نشوونما کا باعث باہر کا مواد (غذا) ہوتا ہے۔

(۳) انجذاب: انجذاب وانہضام نشوونما کی بنیادی ضرورت ہے۔ جاندار چیزوں میں باہر کے مادے (غذا) کو جذب کرنے' ہضم کرنے اور ہضم کرنے کے بعد اسے نئی صورت میں بدلنے کی پیدائشی اور قدرتی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً آدمی اپنی غذا ہضم کرنے کے بعد اسے خون' ہڈی' عضلات اور بالوں وغیرہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پودے کاربن ڈائی آکسائڈ اور پانی سے شکر چوس سکتے ہیں' پھر اس شکر کو پروٹین کے زندہ مادے میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

(۴) افزائش نسل: زندہ چیزیں اپنی تعداد بڑھانے کی قدرتی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی زندہ چیز (امیبا) بھی مناسب وموزوں حالات کی موجودگی میں بڑی تیزی کے ساتھ اپنی تعداد بڑھاتی ہے۔ واضح ہو کہ مزید پیدائش وافزائش اپنی ہی نوع میں ہو سکتی ہے۔ آدمی کتے نہیں بن سکتے' آدمی ہی بن سکتے ہیں۔ کتوں کی اولاد کتے ہی ہوں گے' بلیاں نہیں ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نر کے نطفے اور مادہ کے انڈے کے ملاپ سے جو جنین پیدا ہوتا ہے' اس میں نر اور مادے کی نوعی خصوصیات درآتی ہیں۔

(۵) نقل وحرکت: بے جان چیزیں اپنی مرضی سے حرکت نہیں کر سکتیں' جبکہ زندہ چیزیں اپنی مرضی سے حرکت کر سکتی ہیں۔ زندگی اتنی تیزی سے بھی حرکت کر سکتی ہے کہ پرندوں سے آگے نکل جائے اور اتنی آہستگی سے بھی چل سکتی ہے کہ شلجم پوری

طرح سکڑ جائے اور زندگی کا ابھی ایک قدم بھی نہ اٹھا ہو۔ ضروری نہیں کہ زندگی مسلسل حرکت کی حالت میں رہے۔ بعض بیج مدتوں بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں اور پھر ایک دن یکا یک حرکت کر کے اُگ جاتے ہیں۔ زندہ چیزوں میں حرکت کی اصلی قوت خود ان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے' لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو چیز حرکت کرتی ہو وہ لازماً زندہ ہو۔ موٹر' ریل' ہوائی جہاز وغیرہ حرکت کرتے ہیں' لیکن یہ زندہ نہیں ہیں۔ زندہ چیزوں میں حرکت خارجی بھی ہوتی ہے اور داخلی بھی۔ ان کے اندرونی نظام میں برابر کیمیائی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب خون ہمارے جسم میں گردش کرتا ہے اور خون پھیپھڑوں میں موجود ہوا سے جا ملتا ہے تو بالکل مختلف قسم کی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

(٦) عقل وشعور: بے جان چیزوں میں احساس اور ادراک کی صلاحیت نہیں ہوتی' لیکن جاندار چیزوں میں اپنے اردگرد کے ماحول کی چیزوں کو محسوس کرنے اور سمجھنے کی زبردست قابلیت موجود ہوتی ہے۔ روشنی اور حرارت' گرمی اور سردی' نرمی اور سختی' تناؤ اور پھیلاؤ' چھوٹائی اور بڑائی اور دوسرے تمام طبعی و کیمیاوی عناصر اور ان کے جملہ خواص کو محسوس کرنے کی قابلیت زندہ چیزوں میں ایسی ہے کہ محض اس قابلیت کی بنا پر جاندار چیزوں کو بے جان چیزوں سے منفرد و ممیّز کیا ہے۔

پروٹو پلازم (Protoplasm)

زندہ چیزوں کے بڑے بڑے خواص کا علم ہونے کے باوجود یہ سوال جوں کا توں رہا کہ زندگی کیا ہے؟ عام اصطلاح میں زندگی روح اور جسم کے مرکب کا نام ہے۔ گویا زندگی کے دو بنیادی لوازم ہیں' روح اور جسم۔ روح کا مطالعہ مذہب اور فلسفے کے تحت کیا جاتا ہے' البتہ جسم کی حقیقت براہِ راست سائنس کے مطالعے کا مرکز ہے' اور بہت سے حقائق سائنسی تحقیقات و انکشافات کے نتیجے میں انسان کے علم میں آ چکے ہیں۔ جسم کی وہ بنیادی مادی صورت جو روح کے ساتھ مل کر زندگی پیدا کرتی ہے' پروٹو پلازم یا حیاتیہ کہلاتی ہے۔ یہ زندگی کا سرمایہ یا مادۂ اولیٰ یا جوہر ہے۔ یہ انتہائی پیچیدہ مادہ ہے جو

بے رنگ اور گاڑھے، نیم رقیق قوام کا ہے، جسے زندگی کی طبعی اساس سمجھا جاتا ہے۔ اس میں از خود حرکت اور باز پیدائش کی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ تمام نباتاتی اور حیوانی خلیوں اور بافتوں کا بنیادی مادۂ حیات ہے۔

ماہر حیاتیات پروفیسر ہنری ہکسلے (۱۸۲۵۔۱۸۹۵ء) پروٹوپلازم کو بجا طور پر ''زندگی کی طبعی اساس'' قرار دیتے ہیں۔ ان تمام چیزوں میں، جن میں زندگی پائی جاتی ہے، پروٹوپلازم موجود ہوتا ہے۔ طبعی اور کیمیائی اعتبار سے یہ پیچیدہ ترین اور ہردم متغیر شے ہے۔ اس کی دریافت کے بعد سے زندگی کو طبعی اور کیمیائی حوالوں سے بھی (کسی حد تک) بیان کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

دریافت سے لے کر اب تک پروٹوپلازم کی کیمیائی ترکیب کے بارے میں اگرچہ بے شمار منظّم تحقیقات کی گئی ہیں، لیکن ابھی تک اس کی مکمل کیمیائی ترکیب و ساخت کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیمیائی تجزیے کا کوئی بھی گر اور طریقہ اختیار کیا جائے، پروٹوپلازم ختم ہو جاتا ہے۔ ایک طرف جہاں پروٹوپلازم پیچیدہ مرکب ہے، وہاں یہ ہر لمحہ کیمیائی تغیر کی حالت میں رہتا ہے۔ حیاتیات اور کیمیا نے مل جل کر پروٹوپلازم کے اجزائے ترکیبی مثلاً پروٹین، کاربوہائیڈریٹ، روغنیات، لعاب، نمکیات اور پانی معلوم کر لئے ہیں، لیکن پروٹوپلازم صرف ان اجزاء کا مرکب نہیں ہے۔ نباتات اور حیوانات کے پروٹوپلازم کی کیمیائی ترکیب ایک جیسی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے دو نمونے ایک جیسے نہیں ہیں۔ حیوانات کے پروٹوپلازم میں لعاب (Lipoids) اور نباتات کے پروٹوپلازم میں پانی اور کاربوہائیڈریٹ دوسرے اجزاء کے مقابلے میں زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آیت الکرسی کی تشریح

زندگی کی کیمیائی ساخت کے چند خواص اور اجزائے ترکیبی کے مختصر ذکر کے بعد ہم پھر اس سوال کے سامنے کھڑے ہیں کہ ''زندگی کیا ہے؟'' ہماری موجودہ زندگی کا یہ مرکزی سوال جوں جوں ذہن میں گونجتا ہے، قرآن کی متعدد آیات اور بالخصوص سورۃ

البقرہ کی عظیم الشان آیت ۲۵۵ ہمارے وجود میں حلول کر جاتی ہے' جسے مسلم دنیا آیت الکرسی کے نام سے جانتی ہے:

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝﴾

آیت الکرسی کا اردو ترجمہ (از مولانا مودودی صاحب) یہ ہے:

''اللہ' وہ زندہ جاوید ہستی' جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے' اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے' اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے' اسے بھی وہ جانتا ہے' اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے' اس سے بھی وہ واقف ہے' اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت اور ادراک میں نہیں آ سکتی' اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے' اور ان کی نگہبانی اُس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے''۔

یہ آیت الکرسی ہے جس میں حق تعالیٰ کے لئے سب سے پہلی صفت' اور معبودِ حقیقی کے اوصافِ کمال میں سے جو اوّلین کمال بیان کیا گیا ہے' وہ ہے ''زندگی''۔ وہ واحد ہستی' وہ معبودِ حقیقی جو ہماری بندگی اور عبادت کے لائق ہے' وہ ''حیّ'' ہے' یعنی زندہ' اتنا زندہ کہ وہ سوتا ہے نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔ وہ انسان کے من گھڑت معبودوں مثلاً سورج' چاند' آگ وغیرہ کی طرح جامد اور مردہ نہیں ہے۔

وہ علیم ہے' ایسا علیم کہ جو کچھ ہم انسانوں کے سامنے ہے' اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ہم سے اوجھل ہے' اس سے بھی وہ واقف ہے' اور اس کی معلومات میں سے کوئی

چیز ہمارے ادراک کی گرفت میں نہیں آ سکتی' سوائے اس کے کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ہمیں دینا چاہے۔

اُس زندہ و علیم ہستی نے ہمیں اتنا علم نہیں دیا کہ جان سکیں کہ زندگی کیا ہے؟ ابھی تو ہم صرف اتنا جان سکے ہیں کہ زندگی ایک ناشناختہ حقیقت ہے' اور دیگر بہت سے ناشناختہ حقائق کی طرح ماضی سے حال تک دانشوروں کے لئے نامعلوم رہی ہے' ابھی تک وہ اس کے راز سے ناواقف ہیں اور کسی کو معلوم نہیں کہ یہ کس طرح ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ (خالق حیات) چند بے جان طبعی حقائق' کیمیائی عناصر اور معدنی نمکیات کو ایک مخصوص وزن اور خاص حساب و تناسب کے مطابق اس دنیا کے قدرتی خزینوں میں سے لے لیتا ہے اور پھر قانونِ حیات کے مطابق انہیں زندہ موجودات میں تبدیل کر کے انہیں زندگی کی حرکت عطا کر دیتا ہے اور انہیں قسم قسم کے افعال و وظائف انجام دینے کی صلاحیت دے دیتا ہے۔ دانشوروں' مفکروں' فلسفیوں' علمائے دین اور سائنس دانوں کی طرح شاعر بھی عاجز آ کر صرف یہ کہہ پاتے ہیں ؎

اک معمّہ ہے' سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے' خواب ہے دیوانے کا!

زندگی آسمانوں پر

کیا زمین پوری کائنات میں واحد جگہ ہے جہاں زندگی پائی جاتی ہے؟

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہاں زندگی کا واحد مسکن کرۂ ارض ہے۔

لیکن قرآن مجید کہتا ہے کہ نہیں' زندگی دوسرے سیاروں پر بھی ہے۔ جدید فلکیات نے وحیٔ الٰہی کی شہادتیں فراہم کر دی ہیں کہ دوسرے سیاروں پر بھی زندہ مخلوقات موجود ہیں۔ سورۂ آل عمران کی آیت ۸۳ میں آیا ہے:

﴿...... وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۝﴾

''اسی کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے' جو آسمانوں اور زمین میں ہے' خوشی

سے یا مجبوری سے' اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

سورۃ الرعد کی آیت ۱۵ میں ہے:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز' جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے' بعض خوشی سے اور بعض مجبوری سے اور ان کے سائے بھی سجدہ ریز ہیں صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی۔''

سورۃ النحل کی آیت ۴۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے' یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے سب سجدہ کرتے ہیں اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔''

سورۃ الشوریٰ کی آیت ۲۹ میں بڑا واضح اور غیر مبہم اشارہ کر دیا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ﴾

'''اس کی نشانیوں میں سے ہے زمین اور آسمانوں کی پیدائش' اور یہ زندہ مخلوقات جو اُس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں' وہ جب چاہے انہیں اکٹھا کر سکتا ہے''۔

اس آیت میں لفظ ''دابہ'' سے مراد زندہ اور حرکت کرنے والے مادّی اجسام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی وضاحت اور قطعیت سے بتا دیا ہے کہ زندہ اور جاندار مخلوقات زمین میں اور آسمانوں میں بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ کھلا اشارہ ہے اس طرف کہ زندگی صرف زمین ہی پر نہیں پائی جاتی' بلکہ دوسرے سیاروں پر بھی جاندار مخلوقات موجود ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

''آسمان کے ان ستاروں میں اسی طرح شہر آباد ہیں جس طرح کرۂ زمین میں ہیں''۔

حضرت جعفر صادقؒ کا قول ہے:

''تمہارے اس پُر جوش سورج کے علاوہ چالیس سورج اور بھی موجود ہیں کہ ان کے نظامِ شمسی میں کثیر مخلوق آباد ہے۔ اسی طرح تمہارے اس چاند کے علاوہ چالیس چاند اور بھی موجود ہیں اور ان کے کرہ جات میں بھی کثیر مخلوق موجود ہے اور وہ مخلوق اس امر کی خبر نہیں رکھتے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے کرۂ زمین میں انسان کی تخلیق فرمائی ہے یا نہیں' بالکل اس طرح جس طرح کہ اب تک انسان کو کائنات کے دوسرے حصوں میں آباد مخلوقات کا علم نہیں''۔

وحیٔ الٰہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں میں نہ فقط زندہ موجودات پائی جاتی ہیں' بلکہ وہاں عاقل' ذہین اور مہذب مخلوق بھی موجود ہے۔ وہ مخلوق (خلائی) اپنی زندگی کے لئے عاقلانہ انداز سے شہر بناتے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کی بنیاد تہذیب وتمدن اور شہر نشینی پر رکھی ہوئی ہے۔ ایسی خلائی مخلوق کی باقاعدہ' منظّم ومربوط اور سائنسی تلاش اُسی دن سے جاری ہے جس دن انسان چاند پر اترا تھا۔ مسلسل تلاش کے دوران میں بعض شواہد ایسے ملے ہیں جن کی بنیاد پر سائنس دانوں کو پختہ یقین ہو گیا ہے کہ زمین کے علاوہ کائنات کے کسی اور حصے میں بھی ذہین مخلوق موجود ہے۔ سائنس دانوں کو اتنا زیادہ یقین کیوں ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہمیں کائنات' آسمانوں' سیاروں' اور زندگی کے بارے میں اب تک جتنا بھی علم حاصل ہوا ہے' اس کی بنا پر یہ ''یقین'' پیدا ہوا ہے (جو ہمارے عقیدے سے بھی ہم آہنگ ہے)۔ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ زندگی کے بنیادی اجزائے ترکیبی (کاربنی مرکبات) کائنات میں عام پائے جاتے ہیں۔ یہ مرکبات صرف شمسی سیاروں ہی پر نہیں' بلکہ دم دار ستاروں اور خلاء میں تیرتے ہوئے نووا اور بڑے بڑے بادلوں میں بھی آزادانہ دوڑتے پھرتے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سائنس دانوں نے خلائی مخلوق کی تلاش میں آسمانوں پر ایسے پیغامات بھی بھیجے ہیں جو بالآخر نظامِ شمسی سے باہر جا کر خلائی مخلوق کو بتائیں گے کہ ہم نظامِ شمسی کے کس گوشے میں آباد ہیں۔ خلائی جہاز پائیز ۱۰ اور پائیز ۱۱ میں ایک تختی رکھ دی گئی تھی' جس پر یہ اشتہاری عبارت درج ہے کہ انسان نظامِ شمسی میں صرف سیارہ زمین پر آباد ہے۔

خلائی جہاز وائجر اوّل اور وائجر دوم میں ایک وڈیو ریکارڈر رکھا گیا تھا' جس میں زمین کی باتصویر آوازوں کے ذریعے غیر ارضی ذہین مخلوق (ESP) کو بے شمار زبانوں میں خوش آمدید کہا گیا تھا۔

بعض سائنس دانوں نے خبردار کیا ہے کہ ہمیں دوسری تہذیبوں سے رابطہ قائم نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ان سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں تو وہ ہماری تہذیب کو اس طرح ہڑپ کرلیں گے جس طرح یورپی تہذیب کی یلغار نے جنوبی امریکہ کی تہذیب کو ہضم کرلیا ہے۔ لیکن ان کی یہ تنبیہہ بعد از وقت ہے۔ ہم گزشتہ ۷۰ سال سے غیر ارادی طور پر زمین پر اپنی موجودگی کا اشتہار متواتر نشر کررہے ہیں۔ پہلے ریڈیو کے ذریعے' پھر ٹیلی ویژن کے ذریعے۔ ریڈیائی امواج بیرونی خلاء کی طرف روشنی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے بھیجی جارہی ہیں۔ اب تک کسی ایسے ستارے کے سیارے تک ہماری موجودگی کا اشتہار پہنچ چکا ہوگا جو سورج سے ساٹھ نوری سال کے فاصلے پر ہے' اس لئے امید کی جاسکتی ہے کہ ہمارے لئے بھی وہاں سے کوئی پیغام روانہ ہوچکا ہوگا اور دو چار نسلوں کے بعد کسی وقت بھی ہم تک پہنچ جائے گا۔ یہ پیغام ایک الٹی میٹم بھی ہوسکتا ہے' یہ پیغام ایک محبت نامہ بھی ہوسکتا ہے۔

ایک بات طے ہے کہ زندگی ستاروں میں قائم نہیں رہ سکتی' البتہ ان کے سیاروں میں قائم رہ سکتی ہے۔ ستارے اور سدائم اس قدر گرم ہوتے ہیں کہ وہاں زندگی کے موزوں حالات پیدا ہونے کا ذرا بھی امکان نہیں۔ سیارہ اپنے ستارے سے رشتہ توڑنے کے لاکھوں سال بعد یا تو اتنا زیادہ گرم اور مرطوب ہوجاتا ہے کہ وہاں زندگی کے آثار کا کوئی امکان نہیں رہتا یا جب ستارہ (ہماری صورت میں سورج) جو سیارے کو حرارت بخشتا ہے' ٹھنڈا ہونا شروع ہوتا ہے تو سیارہ اتنا زیادہ ٹھنڈا اور خشک ہوجاتا ہے کہ اس صورت میں بھی زندگی کا ظہور ممکن نہیں رہتا۔ دراصل زندگی کے موزوں حالات سیارے پر بھی ایک خاص مدت کے لئے برقرار رہتے ہیں۔ ایک خاص مدت کے بعد جب زندگی کے حالات کی موزونیت میں فرق پڑ جاتا ہے تو پھر نیستی اور قیامت

آ جاتی ہے اور زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے (زمین پر بھی ایک ایسی ہی قیامت پچیس کروڑ سال پہلے آ چکی ہے)

زندگی کے ظہور کے لئے لازمی ہے کہ سیارہ غیر تاب کار مادے کی ٹھوس پپڑی سے تشکیل پذیر ہوا ہو۔ یہ ٹھوس پپڑی دراصل اس مادے کی راکھ اور جلے ہوئے کھنگر ہوتے ہیں جو پہلے تاب کار تھے۔ گویا اس سیارے کو جس پر زندگی ممکن ہو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی پڑیں گی:

۱) وہ سیارہ اپنے اصل ستارے سے (جس سے وہ روشنی اور حرارت حاصل کرتا ہے) رشتہ توڑنے کے بعد کافی عرصہ قائم رہ سکتا ہو

۲) اصل ستارہ اتنا زیادہ بوڑھا' پرانا اور خستہ نہ ہو کہ روشنی اور حرارت نہ دے سکتا ہو۔

۳) وہ سیارہ اپنے ستارے سے بہت زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔

اب تک حاصل شدہ علم کے مطابق' یہ خاص الخاص' کمیاب و نادر حالات صرف سیارہ زمین ہی پر بہت تھوڑی مدت (صرف ایک ارب یا شاید پچاس ساٹھ کروڑ سال) کے لئے ہیں۔ امکانات پائے جاتے ہیں کہ یہ حالات جو زندگی کے ظہور و بقا کے لئے ضروری ہیں' مریخ' زہرہ یا کسی اور سیارے پر بھی موجود ہوں' لیکن ابھی تک سائنس یہ بات عملاً ثابت نہیں کر سکی۔ ان سیاروں پر زندگی کی تحقیقات کے لئے خلائی سیارے بھیجے جا رہے ہیں۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں بھی امریکہ نے مریخ پر ایک خلائی سیارہ ''سپرٹ'' بھیجا ہے' جو مریخ کی سطح پر اتر چکا ہے۔ گویا اب تک کی محدود معلومات کے مطابق زندگی صرف ہماری زمین پر موجود ہے۔ زندگی زمین کی سطح سے پانچ میل اوپر اور تین میل نیچے گہرائی تک برقرار رہے۔ ان حدود سے باہر جانے والوں کو زندگی کے مصنوعی آثار پیدا کرنے پڑتے ہیں۔ یہ مصنوعی آثار بھی ایک خاص حد تک پہنچنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین پر زندگی کا ظہور کیسے ہوا؟ سب سے پہلا جاندار کس طرح پیدا ہوا؟ اگر ہر جانور یا پودا اپنے پہلے سے موجود کسی جانور یا پودے سے

پیدا ہوا تو اوّلین جانور یا پودا کیسے پیدا ہوا؟ یہ مسئلہ انسان کے لئے ہمیشہ ہی پیچیدہ رہا ہے اور غالباً ہمیشہ پیچیدہ رہے گا۔ یہ خالصتاً ایک مذہبی' فکری اور فلسفیانہ موضوع ہے جسے سائنس دانوں نے بھی تجربات و مشاہدات کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ زمین پر زندگی کے ظہور کے بارے میں چار مختلف نظریات عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں' جن کی وضاحت آئندہ شمارے میں پیش کی جائے گی۔

قرآن کی عظمت

اور اس کی بنیادی تعلیمات

ابوظہبی پروگرام-1985

مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد

(بانی تنظیم اسلامی)

اب VCDs میں دستیاب ہیں

عنوانات

- عظمت قرآن
- راہ نجات
- حقیقت ایمان
- عمل صالح
- تواصی بالحق
- تواصی باصبر
- حقیقت نفاق
- حقیقت واقسام شرک
- اقامت دین

کل سی ڈیز : 21

قیمت فی سیٹ : -/840 روپے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون:03-5869501

www.tanzeem.org e-mail: info@tanzeem.org